تدریس کو بہتر بنانے کے طریقے

حضرت مولانا سلیم اللہ خاں صاحب
صدر: وفاق المدارس العربیہ پاکستان

[ماہنامہ وفاق المدارس کے ان صفحات پر ہر نئے تعلیمی سال کے آغاز پر تعلیم وتدریس سے متعلق اکابرین کی تحریرات شائع کی جاتی ہیں، جو ان کی طویل تجرباتی زندگی کا نچوڑ ہوتی ہیں..... صدرِ وفاق حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب بھی پون صدی سے تدریسی عمل سے وابستہ ہیں انہوں نے تدریس سے متعلق چند اصول وضوابط بیان کیے ہیں، یہ اصول وضوابط حضرت کی طویل تدریسی زندگی کے تجربات کا نچوڑ ہیں، جو تمام اساتذہ کے لیے مفید اور رہنما ہیں، افادہ عام کی خاطر پیش کیے جارہے ہیں...ادارہ]

(۱)...... ہر سبق کے لیے متعلقہ استاذ پہلے سے مضبوط مطالعہ کرے اور ہر کتاب کے روزہ مرہ سبق کے لیے ابتدا ہی سے اندازہ لگا کر ایک مناسب مقدار مقرر کی جائے پھر اس ہر روز کے سبق کو درس گاہ میں جانے سے پہلے استاذ خود پوری طرح سمجھ کر اسے اپنے دماغ میں محفوظ کرے اور پھر ایک آدھ دفعہ طلبہ کو اپنے سامنے بیٹھا متصور کر کے اسے بہ آواز دہرائے، اس عمل کے بعد استاذ کی ایک تو اپنے سبق پر گرفت انتہائی مضبوط ہو جاتی ہے اور وہ بلا جھجک اپنے تلامذہ کو سمجھانے کی قدرت حاصل کر لیتا ہے اور ساتھ ہی اپنے سبق کی صحت وسقم کا بھی اسے کافی اندازہ ہو جاتا ہے۔ جس کے بعد وہ اسے مزید مہذب اور مفید بنا سکتا ہے۔

(۲)...... استاذ اپنے سبق کی تقطیع کرے، یعنی اسے قطعات اور اجزا میں تقسیم کرے، مثلاً: یہ کہ آج کے سبق میں چار باتیں بتائی جارہی ہیں پھر پہلی دوسری تیسری اور چوتھی بالترتیب سمجھائے۔

(۳)...... تقریر کو عبارت پر منطبق کیا جائے یعنی استاذ جو باتیں طلبہ کو اوپر اوپر بتاتا ہے نیچے کتاب کی عبارت پر بھی وہ اسے منطبق کرے اور طلبہ کو بتائے کہ صاحب کتاب نے یہاں سے لے کر یہاں تک یہ بات یوں بتائی ہے اور یہاں سے لے یہاں تک یہ بتایا ہے، اس طریقے کی ایک تو اس واسطے ضرورت ہے کہ بعض لوگ جو تدریس اور

تفہیم کی فطری صلاحیت سے محروم ہوتے ہیں خواہ مخواہ کی باتیں رٹ کر طلبہ کو سناتے ہیں جن کی کتاب کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں ہوتی اور یا پھر وہ حل عبارت کے لیے ناکافی ہوتی ہیں، اس سے طلبہ کی حق تلفی ہوتی ہے اور ان کا وقت ضائع ہوتا ہے، لہٰذا مذکورہ عمل اس وبا کی روک تھام میں معاون ثابت ہوگا اور پھر اگر خارجی تقریر کی داخل (اندرون) کتاب سے مطابقت بھی ہو تو بھی اس کی تطبیق کے بغیر طلبہ میں فہم کتاب اور حل عبارت کی صلاحیت پیدا نہیں ہوتی جو مقصود ہے۔

(۴)......تمام فنون کی ابتدائی کتب (جو تقریباً درجہ رابعہ اور اس سے نچلے درجات میں پڑھائی جاتی ہیں) میں بالخصوص اور دیگر کتب میں بالعموم کتاب کی عبارت سے باہر جانے کی بالکل کوشش نہ کی جائے بلکہ صرف حل عبارت پر توجہ دی جائے، بہ طور خاص نحو میر، میزان (یا درجہ اولیٰ میں نحو وصرف کی جو بھی کتاب پڑھائی جائے) ہدایۃ النحو اور علم الصیغہ، قدوری، کافیہ اور اصول الشاشی وغیرہ میں لمبے چوڑے خارجی مباحث سے طلبہ کے ذہنوں کو مشوش کرنے سے لازمی طور پر اجتناب کیا جائے۔

(۵)......درج بالا ابتدائی کتابوں میں مذکورہ قواعد اور مسائل سہل اور بے غبار انداز میں طلبہ کو پڑھائے جائیں اور پھر عام فہم داخلی وخارجی امثلہ (خارجی مثالوں اور خارجی مباحث میں فرق ملحوظ رکھا جائے) سے انہیں سمجھانے کی کوشش کی جائے۔

(۶)......ترجمہ اور تفسیر قرآن پڑھانے والے اساتذہ، طلبہ کو لفظی ترجمہ سمجھانے کا اہتمام کریں اور ساتھ ہی مقصودِ قرآن اور حق تعالیٰ شانہ کی مراد کو بیان کرنے کا التزام ہو، یعنی یہ بتایا جائے کہ قرآن کس جگہ کیا کہنا چاہ رہا ہے اور اس کا مقصود ومدعیٰ کیا ہے۔

(۷)......طلبہ سے عبارت پڑھوائیں اور ان کی عبارت صحیح کرانے کی طرف توجہ دیں، کیوں کہ عبارت سمجھے بغیر تقریریں یاد کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

(۸)......قدوری میں طلبہ کو صرف صورت مسئلہ، اس کا حکم اور مختصر دلیل بتایا کریں اور کنز میں ذرا آگے بڑھ کر اس کی علت بیان کریں اور تعارض ادلہ، تطبیق اقوال، اسباب ترجیح اور اس طرح کی دیگر تفصیل طلب گتھیاں سلجھانے سے انہیں بالکل پریشان نہ کریں کہ ابھی وہ اس کی فہم وضبط کی حد تک نہیں پہنچے ہیں۔

(۹)......استاذ اپنے مقررہ وقت پر درس گاہ جایا کرے اور مقررہ وقت پر ہی درس گاہ سے اٹھے۔ وقت کی پابندی نہ کرنا دیانت داری کے خلاف اور موجب گناہ بھی ہے، اس سے استاذ کا وقار بھی متاثر ہوتا ہے، طلبہ کے ذہنی انتشار، تکاسل اور بے توجہی کا بھی باعث ہے اور عموماً وقت کم رہ جانے کے سبب سبق بھی شایان شان نہیں ہو پاتا۔ لہٰذا پورا وقت درس گاہ میں گزارا جائے اور فاضل وقت میں طلبہ سے آموختہ سنا جائے یا انہیں کوئی مفید نصیحت کی جائے......☆